بنیادی عقائد۔ ایمان

1,2,03

حدیث نمبر 1

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (حِیْنَ سُئِلَ عَنِ الْاِیْمَانِ)

عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جب ایمان کے بارے میں پوچھا گیا)

اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَ مَلَائِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

کہ تو ایمان لائے اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر

وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ (متفق علیہ)

اور تو ایمان لائے اچھی اور بری تقدیر پر

مشکل الفاظ: اَلْقَدْرِ۔ تقدیر۔ (destiny) اَلْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ یوم آخرت۔

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس وقت ایمان کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ (ایمان یہ ہے)۔ کہ اللہ پر، اللہ کے فرشتوں پر، اللہ کی کتابوں پر، اللہ کے رسولوں پر اور یومِ آخرت پر ایمان لاؤ۔ اور یہ کہ اچھی اور بُری تقدیر پر بھی ایمان لاؤ۔

اس حدیث شریف میں جو متفق علیہ حدیث ہے۔ یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں آئی ہے۔ ارکانِ ایمان کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اور عام اصطلاح میں اِسے ''ایمان مفصل'' کہا جاتا ہے۔ ان تمام ارکان پر ایمان لانا ضروری ہے۔

(1) ایمان باللہ (یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان) (2) ایمان بالملائکۃ (فرشتوں پر ایمان) (3) ایمان بالکتب (الہامی کتابوں پر ایمان) (4) ایمان بالرسل (رسولان خدا پر ایمان) (5) ایمان بالآخرۃ (یوم آخرت پر ایمان) (6) ایمان بالقدر خیرہ وشرہ (اچھی اور بُری تقدیر پر ایمان)

1- **اللہ پر ایمان:** مؤمن بننے کے لئے سب سے پہلے بنیادی بات یہ ہے۔ کہ اللہ پر ایمان

لایا جائے۔ جو یکتا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ (جو ہم سب کا رب ہے) اس پوری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ صرف وہ ہی موت اور زندگی دینے والا ہے۔ وہ ہی عزت اور ذلت دینے والا ہے۔ وہ نہ کسی کا بیٹا ہے۔ نہ کوئی اس کا بیٹا ہے۔ اُسے کسی چیز کی حاجت نہیں۔ وہ بے نیاز ہے۔ کوئی اس کی طرح نہیں۔ کوئی اس کا ہمسر نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کی برابری کرنے والا کوئی نہیں۔ وہی قیامت کے دن کا مالک ہے۔ وہی جزا اور سزا مرتب کرنے والا ہے۔ جس کو دینا چاہے۔ کسی میں اُسے روکنے کی طاقت نہیں۔ اور جس کو محروم کرنا چاہے۔ کسی میں بھی اُسے کچھ دینے کی طاقت نہیں۔ وہ ذات میں یکتا ہے (یہ توحید فی الذات ہے)۔ وہ صفات میں اکیلا اور بے مثل ہے۔ (یہ توحید فی الصفات ہے) یعنی اسکی صفات ازلی' ابدی' ذاتی اور اعلیٰ ترین ہیں۔ صرف وہ ہی عبادت کے لائق ہے۔ ماتھا صرف اس کے سامنے رگڑنا ہے۔ (یہ توحید فی العبادۃ ہے) اور بندے کو یہی کہنا ہے۔ کہ خاص تیری عبادت کرتے ہیں۔ تجھ سے مانگتے ہیں صرف وہ ہی تمام کائنات کا متصرف ہے۔ جو کچھ چاہتا ہے۔ کرسکتا ہے۔ وَ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ (ابراہیم:27) (یہ توحید فی التدبیر ہے)۔

2- **فرشتوں پر ایمان:** ایمان کا دوسرا رکن اللہ کے فرشتوں پر ایمان لانا ہے۔ کہ یہ اللہ کی مخلوق اور کارندے ہیں۔ اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں انسانوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ انسان کے اقوال و اعمال ریکارڈ کرتے ہیں۔ یہ نوری مخلوق ہیں۔ ان میں نر و مادہ کا تصور نہیں۔ یہ اللہ کے احکام سے سرتابی نہیں کرسکتے۔ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝ (تحریم:6) یعنی اللہ جو حکم دیتا ہے۔ وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اور وہی کرتے ہیں۔ جس کا انہیں حکم ملتا ہے۔ مشہور فرشتے چار ہیں۔

1- **جبرائیل:** یہ انبیاء کرام کے پاس پیغام خداوندی لاتے رہے ہیں۔ جبر۔ (بندہ) ایل۔ اللہ کا (خدا کا بندہ)۔

2- **میکائیل:** بارش اور رزق کا انتظام یہ کرتے ہیں۔ میک۔ بندہ۔ ایل۔ اللہ۔

3- **اسرافیل:** یہ صور پھونکنے پر مامور ہیں۔ پہلی دفعہ صور پھونکنے پر سب کچھ تہہ و بالا ہو جائے گا۔ دوسری دفعہ صور پھونکیں گے۔ تو سب مخلوقات زندہ ہو جائیں گی۔ سراف۔

بندہ۔ ایل۔ اللہ

4۔ **عزرائیل:** اللہ تعالیٰ کے حکم سے ارواح کا قبض کرنا ان کے ذمے ہے۔

3۔ **اللہ کی کتابوں پر ایمان:** ایمان کا تیسرا رکن اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا ہے۔ الہامی کتابیں چار ہیں۔

1۔ **توراۃ:** یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ (مائدۃ:44) ہم نے تورات نازل کی جس میں رہنمائی اور روشنی ہے۔

2۔ **زبور:** یہ حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا (نساء:163) ہم داؤد کو زبور عطا کی۔

3۔ **انجیل:** یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ (مائدۃ:46) ہم نے اُسے انجیل عطا کی۔ اس میں ہدایت اور نور ہے۔

4۔ **قرآن کریم:** یہ کتاب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (شوریٰ:7) اور اس طرح ہم نے تجھ پر قرآن عربی زبان میں اتارا۔

توراہ اور زبور کو عہد نامۂ قدیم (Old Testament) اور انجیل کو عہد نامۂ جدید (New Testament) کہتے ہیں۔ دونوں عہد نامے اور کچھ رسالے مل کر بائبل کہلاتے ہیں۔ اناجیل چار ہیں۔ (متی۔ لوقا۔ مرقس۔ یوحنا) دراصل کئی اناجیل تھیں۔ جن میں سے چار کو منتخب کیا گیا۔ انجیل برناباس جس کا قرآن جیسا سلوب تھا۔ اور اس میں توحید کی بات تھی۔ وہ غائب کر دیا گیا تھا۔ اسے عیسائی نہیں مانتے۔ لیکن اب اس کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ بائبل کی تمام کتب میں تحریف اور تبدیلی کی گئی ہے۔ اور یہ محفوظ نہیں رہے۔ تاہم ہم ان الہامی کتب پر ایمان رکھتے ہیں کہ جس طرح وہ نازل ہوئے۔ قرآن کریم اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔ یہ محفوظ ترین الہامی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (حجر:9) اور ہم اس قرآن کریم کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ قرآن کریم دنیا میں کامیاب زندگی گزارنے کا مکمل لائحہ عمل اور جامع ترضابطۂ زندگی ہے۔

4- **اللہ کے رسولوں پر ایمان:** ایمان کا چوتھا رکن اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا ہے۔ انسانیت کی رہنمائی کے لئے دنیا کے ہر حصے، ہر قوم میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں تشریف لائے۔ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (رعد:7) کسی قوم کو ھادی کے بغیر نہیں چھوڑا گیا۔ انبیاء میں بعض رسول ہیں۔ اکثر نبی ہیں۔ رسول وہ ہے۔ جس کو کتاب ملی۔ صحیفہ ملا۔ اور نبی وہ ہے۔ جس نے اپنے وقت کی الہامی کتاب اور صحف کے مطابق لوگوں کی اصلاح کا مشن جاری رکھا۔ تمام انبیاء معصوم ہیں۔ گناہوں سے پاک ہیں۔ بے داغ کردار کے مالک ہیں۔ انہوں نے لوگوں کی رہنمائی کا مشکل ترین فریضہ صحیح طور سے انجام دیا۔ پہلے پیغمبر حضرت آدم تھے۔ آخری حضور کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں) رسولوں پر ایمان کمزور ہو۔ تو الہامی کتابوں اور نتیجتاً فرشتوں پر ایمان کمزور پڑتا ہے۔ پھر اللہ پر ایمان کمزور پڑتا ہے۔ ایمان کمزور ہو۔ تو اس کا حسن بھی ماند پڑ جاتا ہے۔ اور پھر نتیجہ کے طور پر حسنِ عمل کے پیدا ہونے کا امکان کم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حسنِ عمل (عمل صالح) حسن ایمان ہی کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔

5- **آخرت پر ایمان:** ایمان کا پانچواں رکن آخرت پر ایمان ہے۔ آخرت سے مراد یہ ہے کہ زندگی کے بعد ایک اور زندگی پر یقین ضروری ہے۔ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (بقرہ:4) اس زندگی میں انسان کو اپنے دنیاوی اعمال کے لئے جواب دینا پڑتا ہے۔ انسان دنیا میں جو کچھ کرتا ہے۔ اس کے بارے میں وہ آخرت میں جواب دہ ہے۔ اِس دنیا کی زندگی عارضی اور محدود ہے۔ مگر اسی ہی زندگی پر انسان کی لامحدود اور دائمی زندگی کی کامیابی اور ناکامی کا دارومدار ہے۔ انسان بہرحال اپنے اعمال کے لئے اس دنیا میں بھی جواب دہ ہے۔ مگر بغرض محال اگر اس دنیا میں کسی وجہ سے اس کو اپنے اعمال کی جزا یا سزا نہ ملے۔ تو آخرت میں اعمال کی جواب دہی سے بچنا تو بالکل محال ہے۔)

یوم آخرت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی صفت عدل کے عملی مظاہرے کا نام ہے۔ یہ ایسا دن ہے۔ جس سے عقل بھی انکار نہیں کرتی۔ کیونکہ دنیا میں اچھے کام کرنے والے بھی ہیں۔ بُرے کام کرنے والے بھی ہیں۔ کوئی ایسا مرحلہ تو ضرور موجود ہو۔ جو اچھائی اور بُرائی کو ماپ سکے۔ ورنہ پھر تو کائنات بچوں کا کھیل ہی ہوا۔ دوبارہ زندگی کا کافروں نے انکار کیا۔ کہ ہم کس طرح ذرہ

ذرہ ریزہ ریزہ ہو کر پھر زندہ ہوں گے۔ اللہ نے فرمایا۔ وہ کیسے زندہ کرنے پر قادر نہیں ہو گا۔ کہ اس نے انہیں پہلی دفعہ "نیست" سے پیدا کیا۔ دوبارہ پھر ان کے ریزے یکجا کرنا اور انہیں دوبارہ زندگی دینا کیا مشکل ہے؟ قرآن میں یہ دلائل دیئے گئے ہیں۔ کہ کیا ہم نے انہیں بے مقصد بے کار ہی پیدا کیا؟ (المومنون: 15) یہ بھی مدنظر رہے کہ جسم ریزہ ریزہ ہو۔ تو روح زندہ اور موجود رہتی ہے۔ آخرت کے دن کے موقع پر بعث یعنی دوبارہ زندگی (Resurrection) حساب کتاب، ہولناک مناظر، پل صراط، جنت دوزخ اور الٰہی دربار کا لگنا وغیرہ ایسے حقائق ہیں۔ جن کا جھٹلانا کفر ہے۔

6- **اچھی بری تقدیر پر ایمان:** اس بات پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ کہ خیر و شر اللہ کی طرف سے ہے۔ ان کا خالق اللہ ہے۔ اور یہ اس لئے کہ کائنات میں ہر چیز کا خالق اللہ ہے۔ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی بھی شے ہل نہیں سکتی۔ اور نہ کوئی پتہ درخت سے گر سکتا ہے۔ مگر اللہ نے انسان کو جانور کی طرح بے اختیار اور مجبور نہیں پیدا کیا۔ اللہ نے انسان کو اختیار دیا۔ اسے ہم "کسب" (own doing) کہتے ہیں۔

تقدیر کے معنی اندازہ کے ہیں۔ اللہ کے علم میں یہ اندازہ مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ انسان سے کیا کیا اعمال صادر ہوں گے۔ یہی تقدیر (اندازہ لگانا) ہے۔ کوئی اچھی بری بات اللہ کے علم و اندازے سے باہر نہیں۔ تقدیر کے متعلق کہا گیا ہے۔ کہ یہ دو قسم کی ہوتی ہے۔ تقدیر مُبرم (confirmed destiny) اور تقدیر معلق (Hanged destiny)

تقدیر مُبرم ایسی تقدیر ہے۔ جس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ مثلاً آگ کے متعلق یہ اندازہ ہے۔ کہ یہ حرارت اور روشنی دے رہی ہے۔ تقدیر معلق وہ ہے۔ جو صحیح اسباب استعمال کرنے سے ٹل سکے۔ اگر انسان صحیح اسباب استعمال کرے۔ تو نتیجہ صحیح نکلے گا۔ اور اسباب غلط استعمال کرے۔ تو نتیجہ غلط نکلے گا۔ مثلاً صدقہ اور خیرات دے۔ تو عمر میں برکت ہو۔ ان ہر دو تقدیروں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ انسان مختار لیکن مجبور پیدا کیا گیا ہے۔ وہ کچھ کاموں میں مختار ہے۔ اور کچھ میں مجبور ہے۔ بہرحال انسان کو حق و باطل کے دونوں راستے واضح کر دیئے گئے ہیں۔ جس راستے پر چلنے کی خواہش اپنے اندر پیدا کرے، تو نیکی کے لئے اُسے توفیق دی جاتی ہے۔ اور بدی کی خواہش پ

اُسے مہلت دی جاتی ہے۔ اور یوں وہ برائی میں ملوث ہو جاتا ہے۔ اور اپنے کسب واختیار سے وہ
بدی کر لیتا ہے۔ جو اس نے پسند کی۔ اور اللہ نے اُسے توفیق دی، کرنے کی۔